سوال

(35)ذی الحج کا چاند چڑھنے کے بعد قربانی کے جانور کی اُون یا دودھ دوہنا؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا ذی الحج کا چاند چڑھنے کے بعد قربانی کے جانور کی اُون اُتارنا یا دودھ دوہنا جائز ہے۔؟

قربانی کا جانور خرید کر اُس میں ایک اپنا حصہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

عیدالاضحیٰ قریب آرہی ہے۔دو مسائل ارسال ہیں ان کے تسلی بخش جوابات ارسال فرمایئں۔

1۔قربانی کی نیت سے جانور خریدا جائے۔اور زی الحج کے چاند میں اسکی اون اتاری جائے کیا یہ جائز ہے۔اس سے قربانی میں کوئی نقص تو پیدا نہیں ہوگا۔؟

2۔کوئی شخص یک صد روپے میں قربانی کے جانور خردی لیا۔اس میں ایک حصّہ اپنا رکھ لیا ور باقی چھ باقیمت ایک سو بیس روپے چھ حصہ داران کے پاس فروخت کردیئے۔گویا اپنی قربانی بھی کرلی اور دنیاوی فائدہ بھی اُٹھالیا۔ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔ترغیب ترہیب میں ہے۔(ترغیب ترہیب ص189)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!کہ بقر عید کے دن آدم کے بیٹے نے کوئی عمل نہیں کیا کہ قربانی سے زیادہ اللہ کو پیارا ہو۔اور قربانی قیامت کے دن سینگوں بالوں کھروں سمیت آئے گی۔اور خون زمین پر پڑنے سے پہلے خدا کے پاس قبولیت کے مقام میں پہنچتا ہے۔پس قربانیوں کے ساتھ دل سے خوش رہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے بال نہیں کٹانے چاہیے۔جیسے سینگ وغیرہ کیونکہ قیامت کے دن قربانی ان چیزوں کے ساتھ آئے گی۔ہاں اگر قربانی کا جانور بہت مدت پہلے کا خریدا ہوا ہو۔اُون اتنی بڑھ گئی ہو تو پھر بقر عید کے دن سے اتنی پہلے کاٹے کے بقر عید کے دن تک کافی بڑھ جائے تاکہ اس حدیث کے مطابق ہوجائے اس صورت میں کاٹنے سے اس حدیث کی مخالفت نہیں ہوگی اور قربانی کا جانور تکلیف سے بھی محفوظ رہے گا۔اور جو اُون کاٹے وہ صدقہ کردینی چاہیے۔کیونکہ قربانی کے زبح ہونے سے پہلے قربانی کی کوئی شے استعال کرنا شبہ سے خالی نہیں۔

جو قربانی مکہ شریف میں بھیجی جاتی ہے۔ اس کی بابت حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر راستہ میں رہ جائے تو اس کو زبح کردو اور لوگوں کیلئے چھوڑ دو تم اور تمہارے ساتھیوں سے کوئی نہ کھائے۔ ملاحظہ ہو۔ (مشکواۃ۔ باب الھدائے فصل اول ص 263)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شے اللہ کے راہ والی ہو جائے وہ وقت سے پہلے استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں لاچاری کی حالت میں سواری کی اجازت آئی ہے۔ چنانچہ مشکواۃ کے اسی باب میں ہے۔

ارکبھا بالمعروف اذا الجئت الیھا حتی تجد ظھرا

یعنی قربانی کے جانور پر سواری کے لئے مجبور ہو جائے تو سواری کرے یہاں تک کے اور سواری مل جائے۔ اسی بناء پر امام مالکؒ وغیرہ قربانی کے دودھ کی بھی اجازت نہیں دیتے۔

نیل الاوطار میں ہے۔ (نیل الاوطار جلد 4 ص 334)

یعنی قربانی کے دودھ میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ اہل بیت شافعیہ حنفیہ کہتے ہیں جب کچھ دودھ دوہے تو صدقہ کردے۔ اگر کہیں پی گیا تو اس کی قیمت صدقہ کرے۔ اور امام مالک کہتے ہیں کہ پینے کی اجازت نہیں لیکن اگر کوئی شخص پی لے تو اس پر تاوان کچھ نہیں۔

خلاصہ

یہ کہ زبح سے پہلے قربانی کی کوئی شے اپنے استعمال میں نہ لائے۔ زبح کے بعد استعمال میں لا سکتا ہے۔ گوشت کھا سکتا ہے۔ چمڑا برت سکتا ہے۔ اور اون وغیرہ چمڑے سے علیحدہ کر کے کوئی شے بنانی چاہے تو بنا سکتا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی شے کو فروخت کر کے پیسے کھانے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حدیث میں چمڑوں وغیرہ کے فروخت کرنے سے صراحۃً منع فرمایا گیا ہے۔

2۔ قربانی

نام ہے اللہ کےلئے خون بہانے اور جان دینے کا اور یہ شے واحد ہے۔ اس کے حصے نہیں ہوسکتے۔ اس لیے علماء نے لکھا ہے کہ ایک شخص کی نیت گوشت کی ہو اور چھ شخصوں کی نیت قربانی کی ہو تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ کیوں کہ خون بہانے اور جان دینے کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ محض اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خلاف قیاس ایک شے کو سات کے قائم مقام کردیا ہے اور جو بات خلاف قیاس ہوتی ہے۔ وہ اپنے محل پر بند رہتی ہے۔ اب جو شخص قربانی کا جانور خریدتا ہے۔ اگر خریدتے وقت اس کی نیت اس میں حصہ نہ رکھنے کی تھی۔ بلکہ خیال تھا کہ یہ سارا منافع پر فروخت کردوں گا۔ پھر اس کی قیمت پڑگئی۔ مثلاً بیس روپے کا خریدا تھا۔ تیس روپے قیمت پڑی یا پچھ سات حصے پورے ہوگئے۔ ابھی مجلس سے جدا نہیں ہوئے کہ اس کا خیال ہوا کہ ایک حصہ میں رکھ لوں تو یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے سات شخص ایک جانور خرید کر قربانی کریں۔ یا ایک شخص کے گھر کا جانور تھا۔ اس میں ایک حصہ اپنا رکھ لیا۔ اور اگر خریدنے کے وقت یا خریدنے کے بعد سودا ہونے سے پہلے اس کی نیت اس جانور میں حصہ رکھنے کی ہوگئی۔ تو اس کے حصے پر منافع نہ ہوا۔ اور چھ حصوں پر منافع ہوا تو یہ تقسیم کی صورت پیدا ہوگئی۔ اس لئے یہ درست نہ ہوگی۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ خالص عمل کو قبول کرتا ہے۔ اس شخص کی نیت میں خلوص نہیں کیونکہ پہلے سے اس کو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ میرے حصے کے ٹکے مجھ پ نہ پڑیں۔ دوسروں سے وصول کروں۔ گویا ظاہر باقی حصوں پر منافع لگاتا ہے۔ اور درحقیقت اپنا حصہ فروخت کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کے عمل میں خلل آگیا۔ اس لئے نا جائز ہے۔ (تنظیم اہل حدیث لاہور جلد 17 ش 36)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 13 ص 95-98

محدث فتویٰ